آئی او ایس خبرنامہ

www.iosworld.org/khabarnama.php

جلد: ۱۷ شمارہ: ۲ اپریل تا جون ۲۰۱۸ء / رجب المرجب تا رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ قیمت: ۵/روپے

ایمان کی کم زوری اور تعلیمی پس ماندگی کا مسئلہ سب سے بڑا ہے: ڈاکٹر سید شوکت علی

ڈاکٹر سید شوکت علی (پیدائش: ۲۰/اپریل ۱۹۵۷) کامرس ڈپارٹمنٹ، اے ایم بی کالج، متھلا یونی ورسٹی، دربھنگہ (بہار) میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ ابتدا سے تعلیم و تعلم سے وابستہ ہیں۔ مسلمانوں کے ملکی مسائل پر غور و فکر کرتے ہیں اور دینی و عصری تناظر میں ان مسائل کے حل تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر مضامین لکھتے رہے ہیں۔ ۱۹۹۱ سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے کاروانِ فکر سے وابستہ ہیں۔ اس وقت انسٹی ٹیوٹ کی جنرل اسمبلی کے مؤقر رکن ہیں۔ گذشتہ دنوں جنرل اسمبلی کی میٹنگ میں شرکت کے لیے دہلی تشریف لائے تو آئی او ایس خبرنامے کے مدیر شاہ اجمل فاروق ندوی نے ان سے گفتگو کی۔ یہ گفتگو ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

سوال: اپنے تعلیمی سفر کے بارے میں کچھ بتایئے؟

جواب: میں نے ابتدائی تعلیم کے بعد غازی پور سے ہائی اسکول کیا۔ اس کے بعد علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ سے ایم کام اور ایم بی اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پہلے اورینٹل کالج میں اور اس کے بعد کامرس ڈپارٹمنٹ، اے ایم بی کالج، متھلا یونی ورسٹی میں تدریس کا موقع عنایت فرمایا۔ ۱۹۸۲ سے میں وہیں خدمات انجام دے رہا ہوں۔ درمیان میں مولانا مظہر الحق یونی ورسٹی، پٹنہ میں کنٹرولر آف اکزامنیشن کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔

سوال: اپنی زندگی میں آپ کن لوگوں کو اپنا بڑا محسن سمجھتے ہیں؟

جواب: یوں تو میں اپنے تمام اساتذہ اور دوسرے بڑوں کو اپنا محسن سمجھتا ہوں، لیکن کچھ لوگوں کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ میرے محسنین میں سرفہرست ہیں: پروفیسر عبدالقدوس صاحب (پٹنہ)، ڈاکٹر ارشاد علی صاحب (علی گڑھ)، پروفیسر نجم الحسن صاحب (علی گڑھ) اور پروفیسر وسیم صاحب۔

سوال: آج امت مسلمہ کو متعدد مذہبی، تعلیمی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی مسائل درپیش ہیں۔ آپ کی نظر میں امت کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟

جواب: میرے لحاظ سے امت کے لیے دو مسائل بہت بنیادی نوعیت کے ہیں۔ اگر ان دو مسائل پر قابو پالیا جائے تو بڑی حد تک پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے پہلا مسئلہ دینی فقدان کا ہے۔ دینی فقدان کا مطلب یہ ہے کہ مذہبی لحاظ سے مسلمان انتہائی کم زور ہے۔ اپنے دین پر عمل پیرا ہونا اسے ایک بوجھ سا لگتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایمان و یقین کی کمی اور خوف خدا تقریباً ناپید سا ہو گیا ہے۔ خوفِ خدا بہت بنیادی چیز ہے۔ اس کے ذریعے انسان کی زندگی منظّم طریقے سے کام یابی کی مراحل طے کر سکتی ہے۔ اس صفت کے نہ ہونے سے انسان بالکل حیوانوں جیسی زندگی گزارنے لگتا ہے۔ اس کو نہ کسی کا خوف ہوتا ہے اور نہ جواب دہی کا احساس ہوتا ہے۔ لہٰذا پہلا بڑا مسئلہ دینی ایمانی کم زوری کا ہے۔

ڈاکٹر سید شوکت علی سے گفتگو کرتے ہوئے مدیر خبرنامہ شاہ اجمل فاروق ندوی

دوسرا مسئلہ تعلیمی پس ماندگی کا ہے۔ انسانی زندگی میں تعلیم کی بڑی اہمیت ہے۔ ہمارے لیے یہ ایک مذہبی فریضہ بھی ہے۔ اس کے باوجود بہت سی وجوہات کی بنا پر ہم تعلیمی میدان میں روز بہ روز پسپا ہوئے چلے جارہے ہیں۔ تعلیم اپنے ساتھ بہت ساری خصوصیات لاتی ہے اور اس کی کمی بے شمار امراض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ مثال کے طور پر موجودہ دور میں ہم لوگ محنت سے جی چرانے لگے ہیں۔ جرات و ہمت کے ساتھ زندگی گزارنے اور بڑے خواب دیکھنے کا تصور تقریباً محو ہو چکا ہے۔ یہ بھی تعلیمی پس ماندگی کا ایک برا نتیجہ ہے۔ اس لیے ہمیں سب سے پہلے اپنے ایمان کی مضبوطی کی فکر کرنی ہوگی اور اس کے بعد تعلیمی پس ماندگی سے نمٹنا ہوگا۔

(باقی صفحہ 3 پر)

ارشاد ربّانی

مومنوں میں بہت سے ایسے ہیں، جنھوں نے اپنے رب سے کیے ہوئے وعدے کو سچ کر دکھایا۔ تو ان میں سے کچھ اپنی مراد کو پا چکے اور کچھ انتظار میں ہیں۔ اور انھوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(الاحزاب:23)

چیف ایڈیٹر : ڈاکٹر محمد منظور عالم

ایڈیٹر : شاہ اجمل فاروق ندوی

سرکولیشن منیجر : سید محمد ارشد کریم

کمپوزنگ و لے آؤٹ : وسیم اکرم ندوی

بدل اشتراک : 20 روپے سالانہ

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز

162/جوگا بائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-110025

فون نمبر: 26989253, 26981187 فیکس: 26981104

E-mail: ios.newdelhi@gmail.com

Website: www.iosworld.org/khabarnama.php

اداریہ

احسان شناسی کی روایت

احسان شناسی ایک عظیم انسانی صفت ہے۔ اس کا تعلق صرف اخلاقیات ہی سے نہیں، قوانین عروج و زوال سے بھی ہے۔ جو فرد یا معاشرہ اپنے محسنوں کو یاد نہیں رکھتا، اسے تاریخ بھی یاد نہیں رکھتی۔ ترقی یافتہ قومیں ہمیشہ اپنے محسنوں کی یادوں کو دل میں بسائے رکھتی ہیں۔ یہ احسان شناسی انھیں ایک ایسی طاقت عطا کرتی ہے، جس کے ذریعے وہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اسی لیے قرآن و حدیث میں بھی مختلف انداز سے احسان شناسی اور محسنین کی خدمات کے اعتراف کا حکم دیا گیا ہے۔

خلافت عثمانیہ کے زوال کے بعد امت مسلمہ ایک نکتۂ اتحاد اور مرکزیت سے محروم ہوگئی تھی۔ زندگی کی کوئی روشن کرن نظر نہیں آ رہی تھی۔ ایسے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف شخصیات کو پیدا فرمایا۔ ان سب نے اپنے اپنے مزاج، ماحول اور فہم کے لحاظ سے امت کی نشأۃ ثانیہ کی جدوجہد شروع کی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف اسلامی بے داری کی ایک مبارک لہر نظر آنے لگی۔ ان شخصیات میں سے ہم کسی سے اتفاق بھی کر سکتے ہیں اور اختلاف بھی۔ یہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ لیکن بہ حیثیت مجموعی اسلامی بے داری میں ان سب کے کردار کا اعتراف لازمی ہے۔ وہ سب امت مسلمہ کے محسن ہیں، لہٰذا ان سب کا اعتراف اور ان کے افکار و نظریات سے استفادہ ان کا حق ہے۔ وقتاً فوقتاً اس حق کی ادائی ہوتی رہنی چاہیے۔

ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی شہید (پیدائش: یکم جنوری 1921، وفات: 27/مئی 1986) بھی عہد جدید میں امت کے ان محسنین میں سے ہیں، جنھوں نے علمی و فکری بنیادوں پر امت کی سربلندی کا نقشہ تیار کیا اور اس میں رنگ بھرنے کے لیے اہل علم کی ایک جماعت تیار کر کے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ سماجی علوم کو اسلامی رنگ میں رنگنے اور اسلامی تہذیب کی جدید تعبیر و تشریح کی جو تحریک انھوں نے شروع کی تھی، وہ آج بھی جاری ہے۔ علمی دنیا میں ان کے کاموں کے اثرات دور تک محسوس کیے گئے۔ امید ہے کہ یہ اثرات تا دیر باقی رہیں گے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی نے مختلف طریقوں سے انسانیت اور امت کے محسنین کا اعتراف کر کے احسان شناسی کی مضبوط روایت قائم رکھی ہے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے ۲۰، ۲۱/اپریل ۲۰۱۸ کو نئی دہلی میں ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی شہید کی شخصیت اور خدمات کے متعلق دو روزہ عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس درمیان چار اہم شخصیات یعنی مولانا محمد سالم قاسمی، جسٹس راجندر سچر، مولانا عبدالوہاب خلجی اور ایڈووکیٹ سالار محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ ان چاروں شخصیات کے متعلق اعلیٰ پیمانے پر ایک تعزیتی جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔ ان دونوں اہم پروگراموں کی قدرے تفصیلی رپورٹ اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کے مشوروں کا انتظار رہے گا۔

اجمل فاروق

(صفحہ 1 کا بقیہ)

سوال: گزشتہ چند برسوں میں مسلم معاشرے میں کچھ بے داری محسوس کی جارہی ہے۔ مسجدوں میں بڑی تعداد میں نوجوان نظر آنے لگے ہیں۔ آپ تعلیمی میدان سے وابستہ ہیں، تو کیا آپ تعلیمی میدان میں بھی کچھ بے داری محسوس کرتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! محسوس ہوتا ہے کہ تعلیمی لحاظ سے ہمارے اندر بے داری پیدا ہورہی ہے۔ مسلم نوجوان ہر میدان میں آگے بڑھ رہے ہیں یا آگے بڑھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ یہ بہت خوش آئند علامت ہے۔ سچی بات یہی ہے کہ اگر مسلمان اپنے رسول کو اسوہ بنا کر زندگی کے ہر میدان میں جدوجہد کو اپنا شیوہ بنالیں تو کسی میدان میں پسپائی کا کوئی مطلب ہی پیدا نہ ہو۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! یہ بتائیے کہ آپ کی آئی او ایس سے وابستگی کس طرح ہوئی؟

جواب: میں ۱۹۹۱ میں ڈاکٹر محمد منظور عالم سے متعارف ہوا۔ اس زمانے میں میرے استاد پروفیسر عبدالقدوس صاحب آئی او ایس کے پٹنہ چیپٹر کے ذمے دار تھے۔ میں عبدالقدوس صاحب سے وابستہ تھا ہی۔ وہ آئی او ایس سے وابستہ ہوئے تو مجھے بھی ادارے سے قریب ہونے کا موقع ملا۔

سوال: ان ۲۷ر برسوں میں آپ نے آئی او ایس کے جو کام اور سرگرمیاں دیکھیں، کیا آپ ان سے مطمئن ہیں؟

جواب: ان ۲۷ر برسوں میں میں نے یہ بات بہ خوبی محسوس کی کہ انسٹی ٹیوٹ کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب مسائل کو Adopt کرنے اور ان پر دانش ورانہ انداز سے نظر ڈالنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اس عرصے میں بھی بہت سے حساس اور اہم موضوعات پر کانفرنسیں اور مذاکرات وغیرہ منعقد ہوئے اور بہت سی ناقابل فراموش کتابیں سامنے آئیں۔ اس لیے میں انسٹی ٹیوٹ کے کاموں سے مطمئن ہوں۔

سوال: آئی او ایس کے تحت مختلف نوعیتوں کے کام انجام پاتے ہیں۔ آپ کے نزدیک ان میں سب سے اہم کام کون سا ہے؟

جواب: انسٹی ٹیوٹ کے سبھی کام اپنے اپنے انداز سے نفع بخش ہیں۔ پہلے ہمارے ہاں پٹنہ میں بھی شامِ مذاکرہ کے عنوان سے مذاکرات منعقد ہوتے تھے۔ اب وہ سلسلہ تقریباً ختم ہوگیا ہے۔ ہم لوگ خود ان سرگرمیوں کے لیے وقت نہیں نکال پاتے۔ لیکن دہلی اور دوسرے شہروں میں انسٹی ٹیوٹ کا کام پوری سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔ بہت سے علمی و تحقیقی پروجیکٹ چل رہے ہیں، اہم موضوعات پر Data collection کا کام جاری ہے، قومی و بین الاقوامی کانفرنسیں بھی منعقد ہورہی ہیں اور بعض اہم مسائل پر حکم راں طبقے کو خطوط و ملاقات کے ذریعے بھی متوجہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے میں کسی ایک کام کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیتا، بلکہ تمام کاموں کو مفید اور اہم سمجھتا ہوں۔

سوال: کیا موجودہ دور میں آپ امت کے درمیان کسی تھنک ٹینک کی ضرورت محسوس کرتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! ہر قوم کو موجودہ دور میں ایسے اداروں کی ضرورت ہوتی ہے، جو مسائل کو سمجھ کر انھیں حل کرنے کا اعلیٰ علمی و عملی منصوبہ قوم کے سامنے پیش کریں۔ اللہ کے فضل سے آئی او ایس اس کام کو انجام دینے کی پوری کوشش کررہا ہے۔ ڈاکٹر محمد منظور عالم کو اللہ تعالیٰ نے دور اندیشی کی دولت عطا فرمائی ہے۔ وہ ہر معاملے میں پہلے سے ہی ہوشیار ہوجاتے ہیں اور پہلے ہی تیاری شروع کردیتے ہیں۔ تمام لوگوں کو ساتھ لیتے ہیں اور جو مناسب حل ہوسکتا ہے اس تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے خیال سے اگر انسٹی ٹیوٹ اپنی بلند فکری سطح کو سامنے رکھتے ہوئے نچلی سطح پر بھی کچھ کام کرنے کی طرف متوجہ ہو، تو یہ بہت مفید ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر آج ہمیں اچھے ابتدائی اسکولوں کی شدید ضرورت ہے۔ اگر آئی او ایس اس جانب توجہ کرتا تو ملت کو مضبوط بنیادوں پر قائم ہونے والے کچھ اسکول ہاتھ آسکتے تھے۔ بہرحال جو کام چل رہا ہے، وہ اپنے آپ میں بہت اچھا ہے۔ ان شاء اللہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ ہماری پالیسی میں تبدیلی آئے گی اور ہم مفید کو مفیدتر بنانے کی کوشش کریں گے۔

سوال: مسلمانوں کی معاشرتی صورت حال کے بارے میں آپ کا کیا تجزیہ ہے؟

جواب: جہاں تک معاشرتی صورتِ حال کا تعلق ہے، تو سمجھ بوجھ رکھنے والا ہر شخص اس بات کا جائزہ لے سکتا ہے کہ مسلم معاشرہ داخلی اور خارجی لحاظ سے انتشار اور عدم استحکام کا شکار ہے۔ یہ سارا انتشار اسلامی تعلیمات سے آراستہ نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اسلام جب کسی فرد یا معاشرے کے اندر اتر جاتا ہے تو اس کے اندر لاتعداد تبدیلیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ مسلمان اور پورا مسلم معاشرہ ایک ہی راہ پر چلا جارہا ہے۔ وہ راہ ترقی کی راہ نہیں ہے بلکہ تباہی کی راہ ہے۔ اگر ہم نے اس صورت حال کا صحیح اندازہ نہ لگایا تو ہمیں پوری طرح برباد ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ لہٰذا ہمیں مسئلے کی صحیح صورتِ حال سمجھ کر مناسب حل تلاش کرنا ہوگا۔ یہ حل قرآن وحدیث میں ہی مل سکتا ہے۔ اس کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کے اس ارشاد کو اپنے سامنے رکھنا ہوگا: ’’میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ تم جب تک ان کو پکڑے رہوگے، گم راہ نہ ہوسکوگے۔ وہ دو چیزیں اللہ کا کلام اور میری سنت ہیں۔‘‘

سوال: آئی او ایس خبرنامے کے قارئین کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت پر سخت توجہ دے۔ خاص طور پر ہمارے ہاں دینی تعلیم کی بے حد ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جس طرح عصری علوم کے لیے ٹیوشن لگواتے ہیں، اسی طرح دینی تعلیم کے لیے لگوائیں۔ بچوں کے عقائد وایمانیات پر پورا زور دیا جائے اور ان کے دل و دماغ میں یہ بات پیوست کردی جائے کہ ہمارے لیے کامیابی اسی راستے میں ہے، جو اللہ کے رسول ﷺ کا راستہ ہے۔ □□

ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی کی زندگی نئی نسل کے لیے مشعل راہ: سعید الرحمان اعظمی ندوی

''اسماعیل راجی فاروقی: حیات وخدمات'' کے موضوع پر نئی دہلی میں دو روزہ عالمی کانفرنس کا انعقاد

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے زیر اہتمام ''اسماعیل راجی فاروقی: حیات وخدمات'' کے عنوان پر سی آئی ٹی ہال، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی میں ۲۰، ۲۱ر اپریل ۲۰۱۸ کو دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا، جس میں ترکی، انڈونیشیا، ساؤتھ افریقہ، بنگلا دیش اور امریکا سے اہم علماء ودانشوران نے شرکت کی۔

افتتاحی اجلاس

کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے عالمی شہرت یافتہ عالم دین مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء و چانسلر انٹگرل یونی ورسٹی، لکھنؤ) نے کہا کہ ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی کو دنیا بھر میں ایک عظیم محقق، مفکر اور فلسفی کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل مرحوم کے نظریات میں نوجوان طبقے کا اعتماد اسلام اور دین پر بحال کرنا تھا۔ ان کا اندازہ تھا کہ یورپی یلغار کے مقابلے کے لیے اگر کوئی منصوبہ بند کوشش نہیں کی گئی تو یہ عظیم سرمایہ ہاتھ سے چھوٹ جائے گا اور امت بہت بڑے خسارے میں مبتلا ہو جائے گی۔ ان کا نظریہ تھا کہ مذہب کے بغیر زندگی کا تصور نہیں۔ یورپ اپنی عظیم ترقیوں کے باوجود دینی اور اخلاقی لحاظ سے زوال پذیر ہے۔ وہ تعلیم کو ایک ناقابل تسخیر قوت تصور کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ تعلیم کو دینی اور دنیوی دو محاذوں اور شعبوں میں تقسیم کرنا اس کی افادیت اور نافعیت کو محدود کرنا ہے۔ جب تک یہ تفریق دور نہیں کی جائے گی ترقی کے صحیح امکانات سامنے نہیں آئیں گے۔ ان کی زندگی اور ان کے کارنامے نئی نسل کے لیے مشعل راہ ہیں۔

کانفرنس میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا، جس میں انہوں نے ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی کی شخصیت پر کانفرنس کرانے کے لیے ڈاکٹر محمد منظور عالم کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے لکھا کہ ڈاکٹر اسماعیل فاروقی نے اپنی علمی شخصیت کو یورپ کے مرکزی سطح کے اداروں میں معروف اور لائق اعتراف بنایا اور حکمت کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی جو امتیازی خصوصیات ہیں، ان کو سامنے لانے کا سلسلہ قائم کیا، جس کی افادیت بہت سے حلقوں میں محسوس کی گئی۔ بالآخر ان کے کام کی اہمیت کو اسلام مخالف عناصر نے محسوس کرتے ہوئے انہیں میدان سے ہٹا دیا۔ ان کے متعلق سیمینار کے انعقاد سے مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ اس کے لیے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز قابل مبارک باد ہے۔

آئی او ایس کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی عظیم دانش ور اور عالمی مفکر تھے۔ ان سے میری پہلی ملاقات 1978 میں سعودی عرب میں عبدالحمید صاحب کے گھر پر ہوئی تھی۔ یہ ملاقات بہت کارآمد اور مفید رہی۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کی وجہ سے آئی او ایس کے قیام کا خاکہ میرے ذہن میں آیا، لیکن ان سے مجھے حوصلہ ملا۔ وہ سادہ مزاج تھے اور فکر ونظر میں انتہائی وسعت رکھتے تھے۔ مستقبل کے حالات اور چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے نئی نسل کو ان کی زندگی کا مطالعہ لازمی طور پر کرنا چاہیے۔ اسی مقصد کے پیش نظر اس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ ہندوستان میں ڈاکٹر اسماعیل پر بہت کم کام ہوا ہے، جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان شاء اللہ ہندوستان کی کسی یونی ورسٹی میں ان کے نام سے ایک چیئر قائم کی جائے گی۔

افتتاحی اجلاس میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر اشتیاق دانش، بریگیڈیر ایس احمد علی، پروفیسر ابوالفضل محسن ابراہیم، مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر اختر الواسع، پروفیسر زیڈ ایم خان اور پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی

ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے معزز مہمان پروفیسر ابوالفضل محسن ابراہیم نے اپنے کلیدی خطاب میں ڈاکٹر اسماعیل راجی کی شخصیت کی مختلف جہات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ **المعہد العالمی للفکر الاسلامی** (IIIT) امریکا اور مختلف ممالک کی یونی ورسٹیوں میں شعبہ ہائے اسلامیات کا قیام ان زندگی کا اہم کارنامہ ہے۔ اب دنیا کے متعدد ممالک میں ان کے مشن کے مطابق کام ہو رہا ہے۔

مہمانِ اعزازی پروفیسر اختر الواسع نے اپنے خطاب میں کہا کہ کچھ لوگوں کو موت مرنے نہیں دیتی ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل راجی بھی ان ہی شخصیات میں ہیں، جنھیں موت نے مرنے نہیں دیا ہے۔ ان کا علمی سرمایہ ہمارے لیے بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔

افتتاحی اجلاس کے دوسرے مہمانِ اعزازی بریگیڈیر ایس احمد علی نے ڈاکٹر اسماعیل کو بیسویں صدی کا عظیم مفکر

قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کی زندگی مشعل راہ اور نئی نسل کے لیے نمونہ ہے۔ عصر حاضر میں جس طرح اسلام پر انتہاء پسندی اور دقیانوسی کا الزام لگایا جارہا ہے، اس کا جواب ڈاکٹر فاروقی کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے ملتا ہے۔

پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی نے ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی کی شخصیت کا مکمل خاکہ اور تعارف پیش کیا، جس میں انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی کی پیدائش 8/جنوری 1921 کو فلسطین میں ہوئی تھی۔ اسرائیل کے قیام کے بعد وہ امریکہ کوچ کر گئے، جہاں انہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسلامی افکار کے فروغ پر خصوصی توجہ دی۔ کئی ادارے قائم کیے اور متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ 1986 میں ان پر ایک قاتلانہ حملہ ہوا، جس میں وہ اپنی اہلیہ سمیت شہید ہو گئے۔

کانفرنس کا آغاز مولانا اجمل فاروق ندوی کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ آئی او ایس کے سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خان نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ پروفیسر اشتیاق دانش نے نظامت کا فریضہ انجام دیا اور پروفیسر افضل وانی نے کلمات تشکر ادا کیے۔

افتتاحی خطبہ پیش کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر سعید الرحمان اعظمی ندوی

پہلا تکنیکی اجلاس

افتتاحی اجلاس کے بعد کانفرنس کا پہلا تکنیکی اجلاس منعقد ہوا۔ اس کا عنوان تھا ''اسماعیل راجی فاروقی: ابتدائی زندگی اور تعلیم۔'' اس اجلاس کی صدارت پروفیسر ابوالفضل محسن ابراہیم (ساؤتھ افریقہ) نے انجام دی۔ اس اجلاس میں پروفیسر محسن عثمانی ندوی (سابق صدر شعبۂ عربی، ای ایف ایل یونی ورسٹی، حیدرآباد)، ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی (صدر شعبۂ اسلامیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی، حیدرآباد)، ڈاکٹر جاوید اختر (گیسٹ فیکلٹی شعبۂ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی)، محترمہ کہکشاں ناز (ریسرچ اسکالر شعبۂ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) اور جناب محمد رفیق (ریسرچ اسکالر شعبۂ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) نے اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی نے اس اجلاس کی نظامت کا فریضہ انجام دیا۔

دوسرا تکنیکی اجلاس

اس اجلاس کا عنوان تھا ''اسماعیل راجی فاروقی کا علم کو اسلامی رنگ میں رنگنے کا نظریہ اور انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ (IIIT) کا قیام۔'' اس اجلاس کی صدارت پروفیسر میر منظور محمود (ایشین یونی ورسٹی آف بنگلا دیش، ڈھاکا) نے انجام دی۔ پروفیسر سعود عالم قاسمی (سابق صدر شعبۂ سنی دینیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ)، پروفیسر مظفر عالم (شعبۂ عربی ای ایف ایل یونی ورسٹی، حیدرآباد)، پروفیسر عبدالرشید بھٹ (صدر شعبۂ اسلامیات، کشمیر یونی ورسٹی)، ڈاکٹر شکیل احمد (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامیات مولانا آزاد نیشنل اردو یونی وسٹی سری نگر، کشمیر)، ڈاکٹر بلال احمد کٹے (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) اور ڈاکٹر عائشہ صدیقہ (شعبۂ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) نے اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر اشتیاق دانش نے اس اجلاس کی نظامت کا فریضہ انجام دیا۔

تیسرا تکنیکی اجلاس

تیسرے تکنیکی اجلاس کا عنوان تھا ''سماجیات کی نصابی کتابوں کی تیاری اور معلومات کی ہم آہنگی میں ان کی اہمیت''۔ اس اجلاس میں پروفیسر نسرین (شعبۂ تعلیم علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ)، پروفیسر سامی سینر (صدر شعبۂ سماجیات، ڈوگس یونی ورسٹی استنبول، ترکی)، ڈاکٹر حارث وادیدو (اسسٹنٹ پروفیسر اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، سکارتا، انڈونیشیا)، ڈاکٹر شائستہ پروین (اسسٹنٹ پروفیسر ویمنس کالج علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ)، جناب تعظیم حیدر (ریسرچ اسکالر شعبۂ اسلامیات، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی) اور جناب عبدالمنان خاں (ریسرچ اسکالر کشمیر یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر سعود عالم قاسمی نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

چوتھا تکنیکی اجلاس

کانفرنس کے دوسرے دن چوتھا تکنیکی اجلاس منعقد ہوا، جس کا عنوان تھا ''عالمی مذاہب اور بین المذاہب مذاکرات سے متعلق اسماعیل راجی فاروقی کی خدمات۔'' اس اجلاس میں بریگیڈیر سید احمد علی (ڈائریکٹر جہاں گیر آباد انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی، بارہ بنکی)، ڈاکٹر محمد اجمل (اسسٹنٹ پروفیسر جواہر لال نہرو یونی ورسٹی، دہلی)، محترمہ سمیہ احمد (ریسرچ اسکالر شعبۂ اسلامیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ)، جناب ایاز شیخ (صدر امام غزالی ریسرچ فاؤنڈیشن، حیدرآباد) اور عرشی شعیب (اسسٹنٹ پروفیسر ویمنس کالج علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) نے اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

پانچواں تکنیکی اجلاس

پانچویں اجلاس کا عنوان ''اسماعیل راجی فاروقی کی تعلیمی اصلاحات'' تھا۔ اس اجلاس میں پروفیسر میر منظور احمد (بنگلا دیش)، پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی (ڈین

اسکول آف سوشل سائنسز، کشمیر یونی ورسٹی، سری نگر)، محترمہ دیپتی کو اٹھیکر (ریسرچ اسکالر جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی)، جناب مجتبیٰ فاروق (رفیق علمی ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ) اور جناب نظر محمد راتھر (ریسرچ اسکالر کشمیر یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر سامی سینر (ترکی) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔ نظامت پروفیسر اشتیاق دانش نے کی۔

چھٹا تکنیکی اجلاس

چھٹے تکنیکی اجلاس کا عنوان تھا ''اسماعیل راجی فاروقی کی نمایاں علمی خدمات۔'' اس اجلاس کی صدارت پروفیسر عرشی خان (شعبۂ سیاسیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) نے انجام دی۔ پروفیسر یوسف ضیا کواکی (امریکا)، ڈاکٹر احسان اللہ فہد (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ)، ڈاکٹر مشتاق تجاروی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ)، ڈاکٹر خورشید آفاق (گیسٹ فیکلٹی شعبۂ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ) اور جناب تنزیل احمد (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔

ساتواں تکنیکی اجلاس

ساتویں اجلاس کا عنوان تھا ''اسماعیل راجی فاروقی، ان کے نامور رفقاء اور علم کے اسلامائزیشن کے میدان میں ان سب کی خدمات۔'' اس اجلاس میں ڈاکٹر نجم السحر (گیسٹ لیکچرر شعبۂ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ)، جناب محمد ضیاء البشر (ریسرچ اسکالر جامعہ ہمدرد)، محترمہ لبنا ناز (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) اور جناب محمد مسیح اللہ گیسٹ فیکلٹی شعبۂ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر یوسف ضیاء کواکی (امریکا) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا، جب کہ پروفیسر سید جمال الدین نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

اختتامی اجلاس

ترکی کے معروف دانش ور پروفیسر یوسف ضیا کواکی نے کانفرنس کے اختتامی خطاب میں دنیا کی چند عظیم علمی شخصیات کے ذیل میں عظیم ہندوستانی عالم مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی کا خصوصیت سے تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ سولھویں اور سترھویں صدی میں مغرب مغلوب تھا۔ عثمانی خلافت بہت زیادہ طاقت ور تھی۔ اسلام اور مسلمانوں نے زندگی کے تمام شعبہ ہائے حیات میں بے مثال ترقی کی تھی۔ بیسویں صدی کی اسلامی تاریخ میں دو شاعروں کا کردار بھی نمایاں ہے۔ ایک ترکی سے تعلق رکھنے والے شاعر محمد عاکف ہیں، جو ترکی کے قومی ترانے کے بھی خالق ہیں، لیکن ان کے علوم وافکار کو زیادہ عام نہیں کیا گیا اور نہ انگریزی میں ان کی کتابوں کا ترجمہ ہوا۔ دوسرے عظیم شاعر برصغیر سے تعلق رکھنے والے علامہ اقبال ہیں۔ ان دونوں کے افکار وخیالات سے امت مسلمہ کو بڑی رہ نمائی ملتی ہے۔

آل انڈیا ملی کونسل کے قومی صدر مولانا حکیم عبداللہ مغیثی نے کہا کہ مرنے والوں کا نعم البدل نہیں ہوتا، البتہ بدل ہوتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر اسماعیل کا کوئی نعم البدل نہیں ہوسکتا ہے لیکن ان کا بدل موجود ہے۔ ہمیں اپنے بڑوں کو موقع بہ موقع یاد کرتے رہنا چاہیے کیوں کہ ان کی زندگی سے رہ نمائی اور کام کرنے کا حوصلہ ملتا ہے۔

اختتامی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے آئی او ایس کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ ڈاکٹر اسماعیل فاروقی جدید علوم کو اسلامی رنگ وآہنگ دینے کے مؤید تھے۔ عصر حاضر کے بحران کا حل اسلامی قالب میں ڈھال کر نکالنے کے خواہاں تھے۔ وہ عرب قومیت کو اسلام اور مسلمانوں کے سیاسی قلب میں سرایت کردہ ایک مہلک بیماری قرار دیتے تھے۔ وہ نسلی تعصب پر مبنی ریاست اسرائیل کو خود یہودی مذہب کے خلاف سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک بیشتر مسائل کا حل انصاف، ہمہ گیریت اور رواداری پر مبنی اسلامی معاشرہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دوروزہ کانفرنس ان کے افکار وعمل کو جلا بخشے گی اور اس طرح اسماعیل راجی اور پیہم عمل کرنے والے ان کے رفقاء کے لیے بہترین خراج تحسین ہوگا۔

کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے ترکی کے معروف دانش ور پروفیسر سامی سینر

پروفیسر اختر الواسع نے آئی او ایس کی ہمہ جہت خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔

کانفرنس کے دوران یہ افسوس ناک خبر بھی آئی کہ موجودہ ہندستان میں ہندستانیت اور سیکولرزم کے عظیم نمائندے جسٹس راجندر سچر کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اختتامی اجلاس میں آئی او ایس کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے جسٹس سچر کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور تمام مہمانان کرام وحاضرین نے دو منٹ تک کھڑے ہوکر انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔

کانفرنس کے اختتام پر پروفیسر زیڈ ایم خان نے نو نکاتی قرار داد پیش کی۔ پروفیسر اشتیاق دانش نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا، جب کہ پروفیسر عرشی خان نے اختتامی اجلاس کی نظامت کا فریضہ انجام دیا۔ کانفرنس میں ایک علمی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا، جسے شرکاء نے پسند کیا۔ آئی او ایس کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کئی کتابوں کا اجرا بھی عمل میں آیا۔ ▫▫

''اسماعیل راجی فاروقی: حیات وخدمات'' کے موضوع پر منعقد ہونے والی دوروزہ عالمی کانفرنس کے لیے
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ) کا پیغام

مشرق وسطیٰ کے مسلم دانشوروں میں پروفیسر اسماعیل راجی فاروقی ممتاز صاحب فکر شمار کی جانے والی شخصیت تھے۔ وہ فلسطین کے رہنے والے تھے اور گذشتہ صدی کے آخر میں فکری وتعلیمی کاموں کو انجام دیتے ہوئے قاتلانہ حملے میں شہید ہوئے۔ انھوں نے علم وتعلیم کے عصری اداروں میں شہرت کے ساتھ زندگی گزاری۔ آخر میں وہ فلاڈلفیا یونی ورسٹی امریکا میں مشرقی شعبے کے سربراہ تھے۔ ان کی جو فکری کوششیں ان کی تصنیفات کے توسط سے سامنے آئیں، وہ مسلمانوں کے جدید ذہن رکھنے والوں کے لیے قابل قدر دانی واستفادہ ہیں۔ عصری تعلیم کے غیر مسلم حلقوں میں بھی اس کی اہمیت محسوس کی گئی۔ شاید اسی کا یہ ردعمل ہوا کہ پروفیسر صاحب کو رات میں ان کے گھر کے اندر جا کر ان کی اہلیہ کے ساتھ مار دیا گیا۔ مسلمانوں کے علم وفکر کے میدان میں یہ ایک بڑا قابل افسوس واقعہ رہا۔

پروفیسر صاحب کی فکری کوششوں کی اہمیت موجودہ عہد میں محسوس کی جاتی رہی۔ گذشتہ کئی صدیوں میں مسلمانوں نے علمی بحث وتحقیق کے میدان میں جو بے توجہی اختیار کی، اس کو دیکھتے ہوئے یورپ کی قوتوں نے اس میدان میں ترقی حاصل کی اور انھوں نے مسلمانوں کو اپنا حریف سمجھ کر اس میدان میں انھیں پیچھے کر دیا۔ خاص طور پر مشرقی ممالک میں یورپ کی طاقتوں کو جو اقتدار حاصل ہوا، اس کے ذریعے ان کی اس حریفانہ کوشش کو تقویت ملی، حالاں کہ یورپ اپنے سابقہ عہد میں مسلمانوں کی علمی برتری سے استفادہ کر کے اس میدان میں آگے بڑھا تھا اور مسلمانوں نے اس کے ساتھ رواداری کا برتاؤ کیا تھا۔ یورپ میں علمی ترقی کے ساتھ جو سیاسی وفوجی برتری ملی، اس نے مذہب کی اہمیت کو ختم کر کے خاص مادی نقطۂ نظر کو زندگی اور اس کی ترقیات پر حاوی کر لیا اسی کے ساتھ اپنا سب سے بڑا حریف اسلام کو سمجھا اور اس کے اثرات کو بدلنے کے لیے تعلیم وترقی کا ذریعہ بھی اختیار کیا اور بتدریج اس نے مسلمانوں کی نسلوں کو اپنے ذہن کا بنا لیا۔ اس صورت میں مسلمان دانش وروں نے یورپ کی برتری کی امتیازی خصوصیات کو ان میں رہ کر دیکھا، سمجھا اور اسی سطح اور معیار سے اس کا مداوا کرنے کا طریقہ اختیار کیا۔ ان میں پروفیسر اسماعیل راجی کا کام بھی بڑا وقیع ہے۔ انھوں نے اپنی علمی شخصیت کو یورپ کے مرکزی سطح کے اداروں میں معروف اور لائق اعتراف بنایا اور حکمت کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی جو امتیازی خصوصیات ہیں، ان کو سامنے لانے کا سلسلہ قائم کیا، جس کی افادیت بہت سے حلقوں میں محسوس کی گئی۔ بالآخر ان کے کام کی اہمیت کو اسلام مخالف عناصر نے محسوس کرتے ہوئے ان کو میدان سے ہٹا دیا۔

ان کی شخصیت کو ہمارے عصری اہل علم وفکر کے سامنے لانے کے لیے اظہار قدر دانی کرنے کے خیال سے فکر اسلامی کے لیے کوشاں ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب اپنے ادارے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے ذریعے سامنے لا رہے ہیں۔ ان کے کام وفکر سے ملت کو آگاہ کرنا وقت کا ایک اہم تقاضا اور ان کے لیے اظہار قدر دانی کرنا بہت مناسب اقدام ہے۔

مجھے پروفیسر اسماعیل راجی فاروقی صاحب کو قریب سے دیکھنے اور ملنے کا اتفاق بھی ہوا اور میں اپنے بزرگ ماموں مولانا ابوالحسن علی ندوی سے ان کی ملاقاتوں میں موجود بھی رہا ہوں۔ میں نے ان کی شخصیت کو بہت معتدل اور اسلامی الفکر پایا۔ اسی لیے مجھے ان پر اس سمی نار کے انعقاد سے خوشی ہوئی اور اسی مناسبت سے یہ پیغام تحریر کر رہا ہوں۔

□□

آئی او ایس کے اشتراک سے علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں اردو سیرت نگاری پر سمی نار کا انعقاد

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی اور شعبۂ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ کے باہمی اشتراک سے شعبۂ اسلامیات کے ہال میں ۱۰، ۱۱ر مارچ کو ''موجودہ دور میں اردو سیرت نگاری'' کے موضوع پر دوروزہ قومی سمی نار کا انعقاد کیا گیا۔ اس سمی نار میں آئی او ایس کے چیئر مین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے اپنے رفقاء پروفیسر اشتیاق دانش، جناب عطاء الرحمٰن اور شاہ اجمل فاروق ندوی کے ساتھ شرکت کی۔

سمی نار کے افتتاحی اجلاس میں خصوصی خطاب کرتے ہوئے چیئر مین آئی او ایس ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ ''فن سیرت نگاری کا آغاز اگرچہ عربی زبان میں ہوا، لیکن اردو زبان میں بھی سیرت نگاری کی روایت نہایت مستحکم رہی ہے۔ اکیسویں صدی میں اردو سیرت نگار کے سامنے بے شمار سوالات اور مسائل ہیں۔ اگر اُن مسائل کو سیرت کی روشنی میں حل کر کے عوام کے سامنے پیش نہ کیا گیا تو سیرت نگاری میں ایک بڑا خلا باقی رہ جائے گا۔ عالمی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو ایٹمی توانائی، سرمایہ داری، قدرتی خزانوں کا غلط استعمال، غریب ممالک کو کچلنے کی سوچ اور ترقی یافتہ طاقتوں کے ذریعے پس ماندہ یا ترقی پذیر طاقتوں کو آگے نہ بڑھنے دینے کا رجحان پوری قوت کے ساتھ موجود ہے۔ ان تمام عالمی مسائل کے حل کے لیے سیرت نبوی ہمیں کیا علاج فراہم کرتی ہے؟ آج کے سیرت نگار کو ان مسائل پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔''

سمی نار کے افتتاحی اجلاس میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے شیخ الجامعہ پروفیسر طارق منصور، امیر جماعت اسلامی ہند مولانا سید جلال الدین عمری، برصغیر کے عظیم سیرت نگار پروفیسر یاسین مظہر صدیقی ندوی، آئی او ایس کے فائنانس سکریٹری پروفیسر اشتیاق دانش اور شعبۂ اسلامیات کے صدر پروفیسر عبید اللہ فہد فلاحی نے بھی سامعین کو خطاب کیا۔

ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی کے متعلق منعقدہ عالمی کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں پیش کیا گیا

چیئرمین آئی او ایس ڈاکٹر محمد منظور عالم کا صدارتی خطبہ

مہمانانِ گرامی، سفراء کرام، پریس کے مؤقر اراکین، عزیز بھائیو، بہنو، دوستو اور ساتھیو!

میرے لیے باعث افتخار و مسرت ہے کہ میں معزز حاضرین کے درمیان آج کے اس اہم موقعے پر صدارتی خطاب پیش کروں۔ اس موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں اسماعیل راجی الفاروقی کی حیات و خدمات کے عنوان سے منعقد کی جانے والی اس بین الاقوامی کانفرنس میں آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یقینی طور پر ڈاکٹر فاروقی غیر معمولی شخصیت کے حامل اور بے مثال محقق تھے۔ مجھے اور انسٹی ٹیوٹ میں میرے رفقا کو موصوف کی اسلامی اور عالمی سلامتی کے متعلق خدمات سے استفادے کا شرف حاصل ہوا۔ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ آج کے زمانے میں فاروقی جیسی شخصیت ہم سب کے لیے سرچشمۂ فیض ہے۔

گذشتہ سال فروری میں ہم نے ایک اور جلیل القدر اسلامی محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے دو روزہ کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ میں اس بات کا اعادہ کرنا چاہوں گا کہ ہمارے درمیان بہت سے لوگ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسی قد آور شخصیت کی وقیع علمی خدمات سے یا تو پوری طرح واقف نہیں ہیں یا پوری طرح بے خبر ہیں۔ بعینہٖ یہی صورت حال اسماعیل راجی فاروقی کی بھی ہے۔ اللہ ہمیں ان عظیم شخصیات کے جلیل القدر کارناموں کو سمجھنے اور موجودہ حالات میں نئی نسل کو ان سے روشناس کرانے کی ہمت وقوت مرحمت فرمائے۔

اسماعیل راجی فاروقی کی حیات و خدمات کی روشنی میں ہم اسلام اور اسلامی مطالعات کے میدانوں میں بحث وتحقیق کی اہمیت کا ادراک کر سکتے ہیں۔ ہم موصوف کے افکار کی اُس سادگی اور شفافیت کے معترف ہیں، جس کے ذریعے وہ اپنی بات کو دوسروں کے دلوں میں اتارنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اسماعیل راجی فاروقی کی تصنیفات، محاضرات اور مقالات آئی او ایس کے ذریعے پیش کیے گئے ہیں۔ ہم آپ کی تحریروں کا عکس دیکھ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بذات خود شاہکار ہے۔

افتتاحی اجلاس میں چیئرمین آئی او ایس ڈاکٹر محمد منظور عالم خطبۂ صدارت پیش کرتے ہوئے

میں ان شان دار کاموں کی فہرست بیان کرنے سے گریز کروں گا، کیوں کہ ان میں سے متعدد تحریریں آج کے زمانے میں ہماری توجہ کی مستحق ہیں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اسلام کا تہذیبی اٹلس غالباً آپ کے شان دار کارناموں میں ممتاز مقام کا حامل ہے۔ یہ 1986 میں شائع ہوا اور نادر تصاویر، ڈرائنگ اور نقشوں کے باعث علمی حلقوں میں اس کی زبردست پذیرائی ہوئی۔ یہ اسماعیل راجی فاروقی اور لوئیس لامیہ فاروقی کا ایک عالمانہ خراج تحسین ہے۔ جسے انھوں نے قارئین کی نسلوں کے لیے پیش کیا ہے۔ انھوں نے اپنی زندگی کے علمی اور تحقیقی خزانے کو محض اس ایک کتاب میں سمو دیا ہے۔

ملیشیا کے سابق نائب وزیر اعظم ڈاکٹر انور ابراہیم کے الفاظ میں ''ڈاکٹر فاروقی بے مثال، عظیم دانش ورانہ معیار سے بہرہ ور تھے اور علمی نظم وضبط کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ لیکن ٹھیک اسی وقت وہ فلسفیانہ موشگافیوں کے اسیر بھی نہیں تھے۔ وہ فی الواقع وقت کے حقائق اور امت کی موجودہ صورت حال کا پوری طرح احساس رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نظریاتی علم اور عمل صالح کے پیکر تھے۔ شہادت سے قبل انھوں نے اپنی زندگی کے بہترین ماہ وسال امت کی بلندی وترقی کے لیے صرف کیے اور خاص طور پر نوجوانوں کی قیادت و رہ نمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے''۔

متعدد پہلوؤں سے یہ الفاظ اکیسویں صدی میں ہمارے لیے اسماعیل راجی فاروقی کی اہمیت و معنویت کو آشکارا کرتے ہیں۔

ہمیں اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اسماعیل راجی فاروقی ایک عالمی محقق تھے۔ تاہم اس کے باوجود اسلامی روایات ان کے اندر راسخ تھیں۔ عیسائیت، یہودیت اور دیگر مذاہب کے تقابلی مطالعات سے متعلق آپ کی خدمات بے نظیر ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا محقق گذرا ہوگا، جس نے ابراہیمی ادیان پر اتنی گہرائی و گیرائی سے کام کیا ہو۔ اس موضوع سے متعلق آپ کی

وقیع تحریر کا عنوان ہے 'ابراہیمی ادیان کی تثلیث'۔

ہمیں اسماعیل راجی فاروقی کے کارناموں سے مستفید ہونے کی اس لیے بھی شدید ضرورت ہے کہ دنیا کی فضا تشدد، غیر یقینی صورت حال اور افراتفری سے پر ہے۔ آج کے زمانے کے علمی وفکری کاموں میں ہمیں یہ تقسیم اور عدم مساوات چہار سو نظر آتی ہے۔ ایسے بہت سے ادارے اور یونی ورسٹیاں ہیں، جنھوں نے براہِ راست ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی سے کسب فیض کیا ہے۔ وہ خود بھی اداروں کی قوت کے بہت زیادہ معترف تھے۔ وہ دنیا کے مشہور اداروں سے وابستہ رہے، بحیثیت طالب علم بھی، بحیثیت مفکر و محقق بھی اور بحیثیت معلم بھی، جیسے: مصر کی الازہر یونی ورسٹی، کناڈا کی میک گل یونی ورسٹی، پاکستان کا مرکزی ادارہ برائے اسلامی تحقیقات۔ امریکا میں وہ شکاگو یونی ورسٹی، ساہتریکاس یونی ورسٹی اور آخر میں ٹیمپل یونی ورسٹی سے وابستہ رہے۔ ان کا مرکزِ توجہ اسلام، مذہبی مطالعات اور الٰہیات ہی رہا۔

1960 کے اواخر میں ڈاکٹر عبدالحمید ابوسلیمان کے پیش کردہ معلومات کو اسلامی رنگ و آہنگ دینے کے افکار سے متاثر ہوئے۔ جیسا کہ ہم میں سے یہاں بیشتر لوگوں کو معلوم ہے ڈاکٹر ابوسلیمان ملیشیا میں بین الاقوامی یونی ورسٹی کے ریکٹر ہوگئے تھے۔ ہمیں اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی نے منطقی اور عقلی دلائل سے آراستہ ایک اسلامی آفاقی نقطۂ نگاہ کو پیش کرنے کی سعی وجہد کی۔ اپنی علمی زندگی کے آخری حصے میں انھیں اسلام کے روحانی پہلوؤں سے بہت زیادہ شغف ہوگیا تھا۔ وہ جدید علوم کو اسلامی رنگ و آہنگ دینے کے مؤید تھے۔ انھیں اس بات کا احساس تھا کہ عصر حاضر کا بحران دراصل معلومات کا بحران ہے اور اس بحران کا حل صرف یہ ہے کہ معلومات کو اسلامی قالب میں ڈھالا جائے۔ معلومات کو اسلامی رنگ و آہنگ دینے کا منصوبہ (جو بعد میں اسی نام سے متعارف ہوا) یہ تھا کہ فکری زندگی میں مؤثر رول ادا کرنے کے لیے مسلمانوں کے اندر شعور پیدا کیا جائے، تاکہ وہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس کے لیے کام کرسکیں۔ اس عمل کے لیے بہت سے فضلاء نے خدمات پیش کیں۔ اس دوروزہ کانفرنس میں مجھے امید ہے کہ آپ معلومات کو اسلامی رنگ و آہنگ دینے کے منصوبے کے بارے میں، جن کے قائد فاروقی تھے، خاصی واقفیت حاصل کرسکیں گے۔

فاروقی اداروں کی ترقی کے زبردست خواہاں تھے، تاکہ مسلم فکر و عمل کی حقیقی اصلاح کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا جاسکے۔ اتنی ہی توانائی اور اسی تخیل کے ساتھ وہ سیاسی اور ثقافتی مسائل کو بھی اپنی توجہ کا مرکز بنائے ہوئے تھے۔ وہ عرب قومیت کو اسلام اور مسلمانوں کے سیاسی قلب میں سرایت کردہ ایک مہلک بیماری قرار دیتے تھے۔ وہ نسلی تعصّبات پر مبنی اسرائیل کی صیہونی ریاست کو خود یہودی مذہب کے خلاف سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک بیشتر مسائل کا حل انصاف، ہمہ گیریت اور رواداری پر مبنی اسلامی معاشرہ تھا۔ 1981 میں امریکا میں **المعهد العالمی للفكر الاسلامی** (IIIT) کا قیام دراصل ڈاکٹر عبدالحمید ابوسلیمان، اسماعیل راجی فاروقی اور طٰہٰ جابر علوانی جیسی ممتاز شخصیات کی مساعی کے لیے خراج تحسین ہے۔

المعهد العالمی للفكر الاسلامی (IIIT) اسلامی نقطۂ نگاہ سے تعلیمی، علمی اور معاشرتی مسائل پر کام کرنے کے لیے ایک دانش ورانہ تنظیم ہے۔ میں آگے بڑھ کر IIIT کے اغراض و مقاصد سے یہ اقتباس پیش کرنا چاہوں گا: ''یہ ادارہ اس بات کے لیے وقف ہوگا کہ اسلامی فکر و طریقۂ کار کا احیا و اصلاح کرے، تاکہ مسلمان موجودہ زمانے کے چیلینجز سے نبرد آزما ہونے کے اہل ہوجائیں اور انسانی تہذیب کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں، جس کے نتیجے میں یہ تہذیب الٰہی رہ نمائی کی روشنی میں اپنا سفر طے کرسکے''۔

یہ اقتباس اسماعیل راجی فاروقی کی زندگی کے ہر اقدام کا آئینہ دار ہے اور یہ ہندستانی مسلمانوں کو مستقبل کا نقشۂ راہ بھی فراہم کرتا ہے۔ میں پر یقین ہوں کہ یہ دوروزہ کانفرنس ان کے افکار و عمل کو جلا بخشے گی اور اس طرح یہ کانفرنس اسماعیل راجی فاروقی اور پیہم عمل کرنے والے ان کے رفقا کے لیے بہترین خراج تحسین پیش کرے گی۔

آپ سب کا بہت بہت شکریہ!

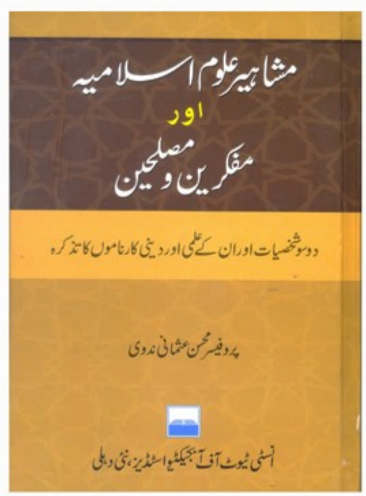

صفحات: ۳۱۶ قیمت: ۳۲۵

آئی او ایس کے زیر اہتمام ''ایک عظیم الشان ورثے کی چودہ صدیاں'' کے موضوع پر اپنے انداز کا منفرد اور بے مثال پروجیکٹ۔ یعنی مختلف میدانوں سے تعلق رکھنے والی چودہ سو سال کی چودہ سو مسلم شخصیات کی زندگیوں اور کارناموں کا جامع تعارف۔ معروف عالم دین اور صاحب قلم پروفیسر محسن عثمانی ندوی کے گہربار قلم سے۔

یہ عظیم الشان پروجیکٹ ایک طرف ملت اسلامیہ کو اس کے بے مثال علمی ورثے سے آشنا کرتا ہے تو دوسری طرف مستقبل میں علمی و فکری انقلاب برپا کرنے کے لیے مہمیز کا کام بھی دیتا ہے۔

اس پروجیکٹ کے تحت اب تک دو کتابیں مشاہیر علوم اسلامیہ اور مشاہیر مسلم سائنس داں منظر عام پر آچکی ہیں۔

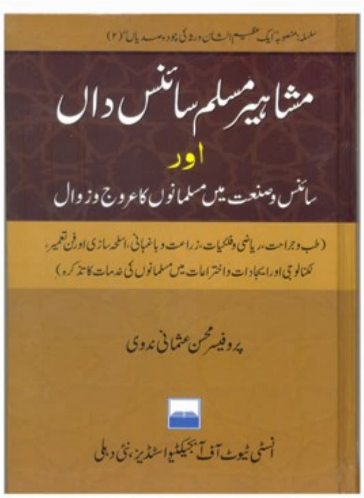

صفحات: ۲۲۰ قیمت: ۲۶۵

مرحومین کی خوبیوں کو اختیار کرنے کی کوشش ہونی چاہیے: جسٹس احمدی

آئی او ایس کے زیر اہتمام چار شخصیات کی وفات پر مشترکہ تعزیتی جلسے کا انعقاد

گذشتہ دنوں ملک وملت کی چار اہم شخصیات یکے بعد دیگرے اس دنیا سے اٹھ گئیں۔ یعنی مولانا محمد سالم قاسمی (صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف و نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)، جسٹس راجندر سچر (سابق چیف جسٹس دہلی وپنجاب ہائی کورٹ)، مولانا عبدالوہاب خلجی (سابق ناظم عمومی جمعیۃ اہل حدیث ہندو اسسٹنٹ جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل) اور ایڈووکیٹ سالار محمد خان (ممبر جنرل اسمبلی انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز)۔ یہ چاروں شخصیات الگ الگ حیثیتوں سے آئی او ایس سے تعلق رکھتی تھیں، اس لیے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سی آئی ٹی ہال میں 4 مئی 2018 کو ایک بڑا تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں ان چاروں شخصیات کو پرزور انداز میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ جلسے کی صدارت جسٹس اے ایم احمدی (سابق چیف جسٹس آف انڈیا) نے کی۔

جلسے کے آغاز میں ناظم جلسہ ڈاکٹر نکہت حسین ندوی (انچارج عربک سیکشن آئی او ایس) نے ادارے کی جانب سے چاروں شخصیات کا جامع تعارف پیش کرتے ہوئے کہا: ”خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کے عظیم رہنما، بے مثال عالم دین، روشن دماغ مربی اور پوری ملت کے لیے سرپرست کی حیثیت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی متعدد صفات سے مالا مال کیا تھا، جن صفات کا کسی ایک شخصیت میں جمع ہونا عام حالات میں بہت مشکل ہوتا ہے۔ آپ ایک طرف بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پرپوتے تھے تو دوسری طرف مولانا نانوتوی کے فکر و منہج کے حقیقی امین اور علم بردار بھی تھے۔ ایک طرف آپ ہندستانی مسلمانوں کے سب سے متفق علیہ ادارے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر تھے تو دوسری طرف دارالعلوم دیوبند وقف کے روح رواں بھی تھے۔ ایک طرف دنیا بھر میں مسلسل دینی واصلاحی اسفار فرماتے تھے تو دوسری طرف تمام دینی وملی تنظیموں کی فکری رہنمائی بھی فرماتے تھے۔ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے سلور جبلی کے موقعے پر آپ نے جوشاندار پیغام عطا فرمایا تھا، اُس کا حرف حرف آج بھی انسٹی ٹیوٹ کو دعوت فکر وعمل دے رہا ہے۔ اسی طرح آل انڈیا ملی کونسل کو بھی ہمیشہ آپ کے مشوروں اور خیالات نے تقویت پہنچائی۔

جسٹس راجندر سچر کی شخصیت تمام ہندستانیوں کے لیے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی تھی۔ آج جب کہ ہندستان میں جمہوریت کی پکڑ روز بہ روز کم زور ہوتی جا رہی ہے۔ غیر جمہوری اور فرقہ وارانہ نظریات ملک کے لیے خطرہ بنتے جا رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں جسٹس سچر کی حیثیت جمہوریت کے اُس بلند مینار کی تھی، جس سے روشنی حاصل کر کے ہندستان اپنا سفر آگے بڑھا سکتا ہے۔ انھوں نے اپنی سربراہی میں تیار کردہ رپورٹ کے ذریعے ایک طرف ہندستانی مسلمانوں کو آئینہ دکھایا تو دوسری طرف ہندستانی حکومتوں کو جمہوریت کا سبق بھی یاد دلایا۔ اپنی پوری زندگی وہ آئین کی بالادستی، جمہوریت کے تحفظ اور عدل وانصاف پر مبنی سماج کی آواز لگاتے رہے۔ آئی او ایس نے جب بھی آپ کو زحمت دی، آپ تشریف لائے اور ہمیشہ اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ گزشتہ سال انسٹی ٹیوٹ کی تیس سالہ تقریبات کے تحت قانون کے متعلق ایک سمینار کلکتہ میں منعقد ہوا تھا۔ جسٹس صاحب اپنی کم زور صحت اور نقاہت کے باوجود کلکتہ تشریف لے گئے اور افتتاحی اجلاس میں طویل خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔

مولانا عبدالوہاب خلجی ہندستانی ملّی شخصیات کی صف اول میں شمار ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا کو دینی حمیت، گہرا علم، جذبۂ اتحاد اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ مولانا نے ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملت اسلامیہ کی وقیع خدمات انجام دیں۔ ملک کی تقریباً تمام ملّی تنظیموں سے مولانا کسی نہ کسی حیثیت سے وابستہ تھے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، جمعیۃ اہل حدیث، مسلم مجلس مشاورت اور آل انڈیا ملّی کونسل میں مختلف حیثیتوں سے اہم ذمے داریاں نبھاتے رہے۔ ملّی کونسل کے معاون جنرل سکریٹری اور رکن تاسیسی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ جب کونسل نے امت کے تمام طبقات کے اتحاد کے لیے میثاق اتحاد تیار کرنے کی مہم چھیڑی تو مولانا اس میں بھی پیش پیش رہے۔ انھوں نے اپنی زندگی کے باسٹھ سالوں میں سے

تعزیتی جلسے میں (دائیں سے بائیں) مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس اے ایم احمدی، ڈاکٹر ظفر الاسلام خان، پروفیسر زیڈ ایم خان اور پروفیسر اختر الواسع

بڑا حصہ سرگرمی اور جدوجہد میں گزارا۔

ایڈوکیٹ سالار محمد خان انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی جنرل اسمبلی کے موقر رکن اور آئی او ایس سے نکلنے والے رسالے ہیومن رائٹس ٹوڈے کے سابق مدیر تھے۔ اگرچہ انھوں نے صرف ۵۲/سال کی عمر میں وفات پائی، لیکن اپنی پوری زندگی کو ملک وملت کے لیے مفید سے مفید تر بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ اُن کا کمال یہ تھا کہ اُن کی پیشہ وارانہ اور ملّی سرگرمیاں اُن کے دوستانہ تعلقات میں حارج نہیں ہوئیں۔ وہ جس سے بھی ایک بار مل لیتے، وہ اُن سے بار بار ملنے کی خواہش کرتا اور وہ بھی اُس تعلق کو ہر طرح نبھاتے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے رفقاء اور وابستگان اُن کی وفات پر سخت خلا محسوس کر رہے ہیں۔

ان چاروں شخصیات کی ذاتی اہمیت وعظمت اور انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز وآل انڈیا ملّی کونسل سے ان کے ربط وتعلق کی بنا پر ان دونوں اداروں پر یہ حق تھا کہ وہ اپنے محسنوں اور رفقاءِ سفر کو یاد کریں۔‘‘

اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے جسٹس اے ایم احمدی نے کہا کہ ’’چاروں شخصیات اہمیت کی حامل اور خوبیوں کی پیکر تھیں۔ ہمیں ان کی اچھائیوں کو اپنی زندگی میں لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جسٹس راجندر سچر نے اپنی سچر رپوٹ میں مسلمانوں کے تعلیمی زوال کا جائزہ پیش کیا تھا، جس سے سبق لیتے ہوئے ہمیں اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیوں کہ تعلیم ہی کامیابی کی راہ ہے۔‘‘

آئی او ایس کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے چاروں شخصیات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ’’آں جہانی جسٹس سچر کو آئی او ایس سے خصوصی لگاؤ تھا۔ اسی طرح آئی او ایس کی 25 ویں سالگرہ پر سب سے بہتر خط مولانا محمد سالم قاسمی نے لکھا تھا۔ اس دور قحط الرجال میں مولانا شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتے تھے۔ مولانا عبد الوہاب خلجی ملت کے بہی خواہ عالم دین تھے اور ایڈوکیٹ سالار محمد خان جس شعبے میں گئے، وہیں انہوں نے اپنی جگہ بنالی۔ یہ چاروں شخصیات اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے اس لائق ہیں کہ ان سے استفادی کیا جائے اور انھیں فراموش نہ کیا جائے۔ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز سے شائع ہونے والے سہ ماہی جریدے مطالعات کا خصوصی شمارہ مولانا محمد سالم قاسمی اور مولانا عبد الوہاب خلجی پر شائع کیا جائے گا، جب کہ انگریزی جریدے Religion and Law Review کا خصوصی شمارہ جسٹس راجندر سچر اور ایڈوکیٹ سالار محمد خان کی حیات وخدمات پر شائع کیا جائے گا۔‘‘

دہلی اقلیتی کمیشن کے چیرمین ڈاکٹر ظفر الاسلام خان نے کہا کہ ’’مولانا محمد سالم قاسمی یکتائے روزگا اور منفرد شخصیت کے حامل تھے۔ مولانا عبد الوہاب خلجی وسیع النظر اور کشادہ دل عالم دین تھے۔ اسی طرح جسٹس راجندر سچر اور ایڈوکیٹ سالار محمد خان بھی بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ پروفیسر اختر الواسع (وائس چانسلر مولانا آزاد یونی ورسٹی جودھپور) نے اپنے خطاب میں تمام شخصیات کی وفات کو ایک عظیم خسارہ بتاتے ہوئے کہا کہ ’’یہ شخصیتیں اپنی خدمات کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہیں گی۔‘‘ امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے کہا کہ ’’گذشتہ تیس سالوں سے مختلف ملی تنظیموں سے میرا رابطہ ہے۔ کبھی کسی سے میں نے مولانا محمد سالم قاسمی کے بارے میں کسی طرح کی برائی نہیں سنی۔ وہ وسیع فکر کے حامل اور متفق علیہ شخصیت تھے۔ ایسی شخصیات کی خدمات اور خوبیوں کا تذکرہ ہوتے رہنا چاہیے۔‘‘ جسٹس راجندر سچر کے پوتے اکشے بھنڈاری نے کہا کہ ’’جسٹس سچر ہمیشہ دوسروں کی بھلائی اور خیرخواہی چاہتے تھے۔ ملک کے حالات کے بارے میں بہت فکر مند رہتے تھے۔ سب سے آخری کتاب جو انہوں نے پڑھی، وہ بابری مسجد کی شہادت سے متعلق تھی۔‘‘ مولانا عبد الحمید نعمانی (جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت) نے کہا کہ ’’آدمی اپنے کام اور کردار کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہتا ہے، لہٰذا مولانا محمد سالم قاسمی بھی ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ کچھ لوگ مولانا محمد سالم قاسمی پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ حضرت قاری محمد طیب صاحب کے بعد دار العلوم کے مہتمم بننا چاہتے تھے، یہ بالکل غلط ہے اور میں اس کا عینی شاہد ہوں کہ ایسی کوئی بھی بات نہیں تھی۔‘‘ مولانا عبد الوہاب خلجی کی صاحب زادی ڈاکٹر عائشہ صدیقہ نے اپنے والد محترم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ’’وہ اپنی ذاتی زندگی میں بھی بہت مشفق اور مخلص تھے۔ ہمیشہ دوسروں کی مدد کرنا چاہتے تھے۔‘‘ ایڈوکیٹ سالار محمد خان کی بیٹی محترمہ عالیہ سالار نے اپنے والد کی موت پر گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ’’وہ نیک سیرت اور سبھی سے بے پناہ محبت کرنے والے تھے۔ بڑی سے بڑی بات کو مسکرا کر ٹال دیتے اور کہتے ’’سب ہوجائے گا‘‘ ہمیشہ مسکراتے رہتے۔ جس سے ایک مرتبہ ملتے اس کو اپنا بنالیتے۔‘‘ ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس نے ایڈوکیٹ سالار محمد خان کا خصوصی تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ’’وہ وکالت کا پیشہ اپنانے کے بجائے اگر صحافت کے میدان میں رہتے تو آج ان کا قد بہت اونچا ہوتا۔‘‘ اس موقعے پر پروفیسر خواجہ عبد المنتقم، مولانا عبداللہ طارق، ڈاکٹر شیث ادریس تیمی، محمد خلجی، ایڈوکیٹ فیروز غازی، جناب عمر گوتم اور سردار چھجن جی وغیرہ نے بھی خطاب کیا۔ جلسے کا آغاز مولانا اطہر حسین ندوی کی تلاوت سے ہوا۔ نظامت کا فریضہ ڈاکٹر نکہت حسین ندوی نے انجام دیا، جب کہ آل انڈیا ملی کونسل دہلی کے صدر حاجی پرویز میاں نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ □□

سامعین کا منظر

آئی او ایس کا سفر منزل بہ منزل

۲۰؍نومبر ۲۰۱۵ کو وائس پریسڈینٹ ہاؤس، نئی دہلی میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتاب ''مصادرِ سیرت نبوی (دو جلدیں)'' کے اجرا کے موقعے پر (دائیں سے بائیں) پروفیسر زیڈ ایم خان، مصنف کتاب پروفیسر یاسین مظہر صدیقی ندوی، نائب صدر جمہوریہ ہند جناب محمد حامد انصاری، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور مولانا سید جلال الدین عمری

۹؍دسمبر ۲۰۱۴ کو کانسٹی ٹیوشن کلب، نئی دہلی میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتاب Media in our Globalizing World کے اجرا کے موقعے پر (دائیں سے بائیں) جناب پرنجوئے گوہا، جناب ضیاء الحق، جناب جون دیال، جناب سید فیصل علی، محترمہ شیلا دکشت، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جناب کے رحمان خاں، جناب منی شنکر ائیر، جناب نسیم احمد اور پروفیسر زیڈ ایم خان

PRINTED MATTER

FROM

IOS KHABARNAMA
162, JOGABAI MAIN ROAD,
JAMIA NAGAR,
NEW DELHI-110025

....

....

....

Published from Institute of Objective Studies, 162 Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delh- 110025
printed at Bharat Offset, 2035, Qasimjan Street, Delhi- 110006